درس حدیث

سچائی و راستبازی

عبدالوحد عبداللہ

عن عبدالله بن مسعود قال قال رسو ل الله ﷺ "عليكم بالصدق فان الصدق يهدى الى البروان البر يهدى الى الجنة و مايزال الرجل يصدق و يتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا" ۔☆

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا' نبی ﷺ نے فرمایا" سچائی اختیار کرو' سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور اسکی جستجو کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے"۔

معلوم ہونا چاہیے کہ صدق کا لفظ کئی ایک معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

ایک تو بات کی سچائی ہے۔ ہر آدمی کا فرض ہے کہ اپنے الفاظ پر غور کرے اور صرف سچ بولے خواہ اس کا مخاطب اللہ ہو یا اسکی مخلوق۔ زبان سے سچ بولنا ہی صدق کی سب سے مشہور اور ظاہر قسم ہے۔ اور اس سچائی میں بندے کے تعلق کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اللہ تعالی سے سچ بولنا:۔ ان الفاظ میں بھی سچائی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جن سے وہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے جیسے کہ کہے۔﴿**وجهت و جهى للذى فطر السموٰت والا رض حنيفا و ما انا من المشركين**﴾(مسلم صلاۃ المسافرین ۹/ ۵۷ عن علی' ابوداود کتاب الضحایا ۳ /۲۳۱ عن جابر)" میں نے یکسو ہوکر اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا" اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں" نماز کے آغاز یا قربانی کرتے وقت یہ کہتے ہوئے اگر اسکا دل دنیا میں مشغول ہوا اور اللہ کی طرف راغب نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔

۲۔ بندوں سے سچ بولنا: عرف عام میں سچائی سے یہی مراد ہے کہ انسان کی ہربات واقعہ کے عین مطابق ہو۔ انسان کو اسی کی عادت کرنی چاہئے کیونکہ سچائی انسان کے ایمان' اخلاق اور وقار کے لوازمات میں سے ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا "کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے" ؟ فرمایا" ہاں"۔ سوال کیا گیا" کیا مومن کنجوس ہوسکتا ہے ؟" فرمایا" ہاں" - **ان سوالوں کے بعد**

☆(بخارى كتاب الادب ۵۲۳/۱۰, مسلم كتاب البروالصلة ۱۵۹/۱۶, ابوداود كتاب الادب ۲٦٤/٥, ترمذى كتاب البروالصلة كلهم عن عبدالله بن مسعود ۳۰٦/٤ وقال:هذا حديث حسن صحيح, وفى الباب عن ابى بكر الصديق, وعمر الفاروق وعبدالله بن الشخير وابن عمر,ورواه ابن ماجه فى المقدمة عن ابن مسعود ۱۸/۱, وفى الدعاء عن ابى بكر الصديق ۱۲٦٥/۲, ومالك فى الموطا عن ابن مسعود موقوفاً ص ۵٤۱ ,والدارمى فى الرقائق عن ابن مسعود مرفوعا ۳۸۸/۲).

آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا" کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے ؟" آپ ﷺ نے فرمایا" نہیں"(رواہ احمد وصححہ الالبانی) نیز جھوٹ بولنا منافق کی اہم ترین علامتوں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا" منافق کی تین علامتیں ہیں:۔

(1)۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے (2) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے (3) جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے "اور دوسری روایت میں (3)"جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے"۔ جس میں یہ تینوں علامات ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک ' دو صفات ہوں تو اسی کے مطابق اس میں نفاق ہے"۔(متفق علیہ)"اگرچہ وہ نماز پڑھے ' روزہ رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے"۔(صحیح مسلم)

شریعت اسلامیہ نے وسیع تر دینی مفادات اور زندگی کے مختلف مراحل میں در پیش ہونے والی مصلحتوں کی خاطر شرعی عذر کی صورت میں کچھ گنجائش رکھی ہے مثلاً:

(الف) فریقین میں مصالحت کی راہ ہموار کرنے کیلئے اچھی باتیں دوسرے فریق کو پہنچانا۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے"ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس فينمى خيرا او يقول خيرا"(بخاری کتاب الصلح ۵ / ۳۵۳ مسلم کتاب البر ۱۶ / ۷ ۱۵)وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے مابین صلح کراتا ہے اور اس مقصد کیلئے اچھی بات دوسرے تک پہنچاتا ہے اور خود بھی اچھی باتیں کر کے مصالحت کی راہ ہموار کرتا ہے۔

(ب) جنگ میں دشمن کو حقیقت حال سے انجان رکھنے اور جاسوسی کرنے والوں کو ناکام کرنے کے لئے توریہ کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"الحرب خدعة " (بخاری ۶ / ۱۸۳' مسلم ۱۲ / ۴۵) یعنی" جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینا جائز ہے"۔ اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہؓ کو کعب بن الاشرف کے قتل کی خاطر ایسی بات کرنے کی اجازت دی تھی۔(بخاری کتاب الجہاد ۶ / ۱۷۵)رسول اللہ ﷺ خود بھی عام طور پر جس طرف غزوہ کرنا چاہتے کسی اور طرف کا اشارہ دیتے تھے۔(بخاری کتاب الجہاد ۶ / ۱۳۲' مسلم کتاب التوبۃ ۱۷ / ۹۹)۔

(ج) خاندانی بنیاد کے استحکام کی خاطر میاں بیوی کے آپس میں پیار و محبت بڑھانے اور رنجش مٹانے کے لئے آپس میں جس قدر محبت ہو' اس سے زیادہ کا اظہار کرنے کی اجازت ہے۔(صحیح مسلم کتاب البر ۱۶ / ۷ ۵ ابوداود کتاب الادب ۵ / ۲۲۰)

توریہ:۔ مذکورہ بالا اقسام میں بھی جہاں تک ممکن ہو جھوٹ کی ظاہری شکل سے بچنے کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا چاہئے جس کے کئی معانی ہوں اور کسی ایک معنی کی نیت کرنے سے وہ بات حقیقت میں سچ ہو جائے' لیکن مخاطب اس سے عام استعمال والا معنی سمجھ لے' اسے توریہ کہا جاتا ہے۔

اسکی ایک بہترین مثال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت صدیقؓ کا ایک واقف شخص ملا' اس نے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہے ؟ اگر صدیقؓ کہہ دیتے کہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو سفر ہجرت ناکام ہونے کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ دشمن ان کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ اسلئے فرمایا"هذا الرجل

یھدینی الطریق "یہ آدمی مجھے راستہ دکھانے والا ہے۔اس شخص نے سوچا کہ سے آگے جانے کا راستہ دکھاتا ہے اور آپؐ کا مقصد تھا" صراط مستقیم کی رہنمائی کرنے والا ہے " ۔(دیکھئے الرحیق المختوم ص ۱۶۸)

لیکن یہ بات مدنظر رکھنی ضروری ہے کہ شرعا جواز والے حالات کے علاوہ توریہ کا استعمال بھی جائز نہیں۔حضرت سفیان بن اسید الحضرمیؓ کہتے ہیں "سمعت رسول اللہ ﷺ یقول "کبرت خیا نة ان تحدث اخاك حدیثا ھولك به مصدق و انت له به کاذب "(ابوداود کتاب الادب ۵ / ۲۵۳) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا" یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کرے جس پر وہ تجھے سچا سمجھتا ہو لیکن دراصل تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو"۔

دوسرا صدق:۔ارادے اور نیت کا ہے۔اور اسکا تعلق اخلاص سے ہے' جو آدمی اپنے عمل میں ریاکاری کرتا ہے اسکی سچائی کی نیت باطل ہوگئی' چنانچہ ایسا عمل کرنے والا جھوٹا ہے۔جیسا کہ تین آدمیوں: قاری' سخی اور شہید والی حدیث میں ہے کہ جب قاری اللہ سے کہے گا" میں نے تیری رضا کیلیئے قرآن پڑھا"۔تو اللہ تعالی اسکو نیت اور ارادے کا جھوٹا کہیں گے' نہ کہ نفس قرات کا جھوٹا۔ اور یہی حال اس کے دونوں ساتھیوں کا ہے۔(ترمذی کتاب الزھد' حسن صحیح ۴ / ۵۱۰)۔

تیسرا صدق:۔ پختہ عزم اور اسکو پورا کرنے کا ہے ۔ جیسے یہ کہے "اگر اللہ تعالی مجھے مال دے تو میں خوب صدقہ کردونگا " یہ نیت کبھی پختہ ہوتی ہے اور کبھی اس میں تردد ہوتا ہے۔جس قدر عزم سچا ہو وہ اپنے وعدے کو پورا کر دکھائے گا کیونکہ جب تمنائیں حقائق بن کر سامنے آجائیں تو نیت کی پختگی صاف اور واضح ہو جائے گی۔اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا﴿من المو منین رجال صدقو ا ما عاھدوا اللہ علیه ﴾(الاحزاب ۲۳)(اور مومنوں میں سے کچھ آدمی ایسے ہیں جنھوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچ کر دکھایا)۔

ایک اور آیت میں فرمایا ﴿و منھم من عاھد اللہ لئن اٰتانا من فضله لنصدقن و لنکونن من الصلحین O فلما أتاھم من فضله بخلوا به و تولوا وھم معرضون Oفاعقبھم نفاقافی قلوبھم الی یوم یلقونه بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ و بما کانوا یکذبون O﴾"(التوبہ ۷۵۔۷۷)اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنا فضل عطا فرمائے تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ہم ضرور نیکوکار بنیں گے۔جب اللہ نے انہیں اپنا فضل عطا کیا تو انہوں نے کنجوسی کی اور الٹے مڑ کر منہ پھیر دیا۔تو اس کے بدلے میں اللہ نے ان کے دلوں میں قیامت تک کے لئے نفاق ڈال دی۔یہ بدلہ ہے کہ انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کی اور وہ اپنے عزم میں جھوٹے تھے"۔ ☆

چوتھا صدق:۔اعمال میں ہے کہ انسان کا ظاہر اور باطن ایک جیسا ہو۔یہاں تک کہ اس کے ظاہری اعمال خشوع وغیرہ جس چیز پر دلالت کریں اس کا باطن بھی اسی کے مطابق خشوع خضوع سے بھرپور ہو۔

☆اس آیت کے شان نزول میں ایک باطل روایت کتب تفسیر میں ہے جسکا ذکر عدم ثبوت کے بیان کے ساتھ التراث مجلہ نمبر ۲ صفحہ ۸۰ میں آیا تھا۔

بشر حافی کہتا ہے"جس نے اللہ سے سچائی کا معاملہ کیا اُسے لوگوں سے وحشت ہوتی ہے"۔

مطرف نے کہا"جب بندے کا ظاہر اور باطن یکساں ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں"یہ میرا سچا بندہ ہے"۔

پانچواں صدق:۔ مقامات دین میں ہے اور یہ سب سے اعلی درجہ ہے جیسے خوف 'امید' رضا' محبت اور توکل میں سچا ہونا۔ان امور کے کچھ ابتدائی مراحل ہیں پھر انکی ایک انتہا اور حقیقت بھی ہے 'بالیقین صادق وہ ہے جو انکی حقیقت تک پہنچ جائے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ **ولكن البر من امن بالله واليوم الا خر و الملائكة و الكتاب و النبيين وأتى الما ل على حبه ذوى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل و السائلين و فى الرقاب و اقام الصلوة و أتى الزكوة والموفون بعهد هم اذا عاهدوا و الصٰبرين فى البأساء والضراء و حين البأس اولٰئك الذين صدقو ا و اولٰئك هم المتقونO** ﴾(البقرة ۱۷۷)لیکن نیکی اس آدمی کی ہے جو اللہ اور قیامت پر' فرشتوں پر' کتاب الہی پر اور انبیاء پر ایمان لائے اور مال کی محبت کے باوجود اقرباء' یتامی' مساکین' مسافروں' مانگنے والوں اور غلام آزاد کرنے میں عطا کرے۔اور نماز کی پابندی کرے زکوۃ ادا کرے اور جب بھی وعدہ کرے تو اسکی پابندی کرے۔اور تعریف ہے انکے لئے جو تکلیفوں' بیماریوں اور جنگی معرکوں میں صبر کرتے ہیں۔یہی لوگ اپنے دعوی میں سچے ہیں اور صرف یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔

اور فرمایا:﴿ **انما المؤمنون الذين أمنوا بالله و رسوله ثم لم يرتابوا و جاهدو ا باموالهم وانفسهم فى سبيل الله اولٰئك هم الصٰدقون** ﴾(الحجرات ۱۵) یقیناً مومن تو صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر غیر متزلزل ایمان لایا پھر وہ شک میں نہ پڑے اور انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔بس یہی لوگ سچے ہیں"۔

جو بھی اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ سے ضرور ڈرتا ہے۔جیسے کہ جب کوئی شخص حاکم سے ڈرتا ہے تو اسکے سامنے اسکا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور لرزتا ہے کہ کوئی خلاف تہذیب حرکت سرزد نہ ہو جائے۔لیکن جس کا دل خوف الہی سے خالی ہو معصیت کا ارتکاب کرتے وقت اس پر ایسی کوئی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔اس لئے عامر بن قیس نے کہا تھا"مجھے جنت پر تعجب ہے کہ اسکا طالب کیسے سو جاتا ہے۔اور دوزخ پر تعجب ہے کہ اس سے بھاگنے والا کیسے سو جاتا ہے"۔ان مقامات کی کوئی انتہا نہیں کہ پوری طرح ان کو آدمی پا سکے۔لیکن ہر ایک کو اسکے حسب حال کم یا زیادہ حصہ ملتا ہے۔

اسی کو شرعی اصطلاح میں "احسان" کہتے ہیں۔جب انسان قول و فعل میں یکساں ہو, تو اس کا نام صادق ہوتا ہے اللہ کسی بندے میں صدق کا ظہور دیکھتا ہے تو اسکی طرف مائل ہوتا ہے۔لیکن انسان ضعیف ہے 'نفسیاتی کمزوری پر مستزاد اس پر شیطان بھی مقرر ہے ان عوامل کی بنا پر تمام معاملات میں صادق ہونا نوادرات میں سے ہے۔یہ توفیق اعلیٰ پائے کے متقین کو ملتی ہے۔عام طور پر آدمی کسی معاملے میں صادق ہوتا ہے, کسی میں نہیں ہوتا لیکن سب باتوں میں صادق کوئی کوئی ہوتا ہے۔

کمال صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنی مصیبت اور عبادت دونوں کو چھپائے اور اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو پسند نہ کرے۔